بعثت محمدیؐ

اور ہلاکت قیصر و کسریٰ

غلام مصطفیٰ قاسمی

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون ۔

(اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ غالب کرے اس کو تمام ادیان پر اگرچہ مشرک اس سے ناخوش ہوں)

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم کے زمانہ بعثت کو اگر تاریخی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ دنیا کے مہذب ممالک دو سلاطین کے زیر نگیں تھے ۔ ایک کسریٰ، شہنشاہ ایران، دوم قیصر، شہنشاہ روم ۔ روم، روس، فرنگ، جرمنی، افریقہ، شام، مصر اور بعض دوسرے افریقی ممالک قیصر روم کے ماتحت تھے اور ان کا سرکاری مذہب نصرانیت تھا ۔ عراق، یمن، خراسان اور ان سے متصل ملک کسری کے زیر اقتدار تھے ۔ بخارا سمرقند، تاشقند اور برصغیر پاک و ہند کے بعض حکمران بھی کسریٰ کے باج گزار تھے، ہر سال ان ممالک سے لگان کا ایک مقررہ حصہ کسریٰ کے نام سے وصول کیا جاتا تھا اور یہ ممالک کسریٰ کی پیروی میں مجوسی تھے ۔ کسریٰ اور قیصر دونوں کا نظام سرمایہ دارانہ تھا، ان دونوں فرمانرواؤں کو شکست دے کر ان کے ممالک پر قبضہ کرنا روئے زمین پر قبضہ کرنے کے مترادف تھا ۔

شاہ ولی اللہ دہلوی اہل فارس اور اہل روما کی عیاشانہ زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

''تاریخ شاہد ہے کہ اہل روما اور اہل فارس میں ایک لمبی مدت تک حکومت رہی۔ انھوں نے اپنے دور کے حالات کے مطابق تمدن کے لوازم اور رفاہیت و آرام پرستی اور عیاشانہ زندگی میں غیر معمولی ترقی کی۔ آخرت کی یاد کو پس پشت ڈال کر اپنی دنیوی زندگی کو عیاشی کے ساتھ بسر کرنا اپنا نصب العین قرار دیا اور شیطان نے ان پر اپنا پورا تسلط جما لیا۔ اطراف عالم سے موجد اور مخترع کھنچ کر وہاں چلے آئے اور زندگی کی لذتوں کے متعلق کئی ایک نئی چیزیں اور نئے طریقے دریافت کئے۔ تمام امراء اور سرمایہ دار عیش پرستی میں منہمک تھے اور اس بارے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے تھے۔ ان کے متعلق یہاں تک مشہور ہے کہ ان عیش پرست اور خود پسند امراء میں جس کا کمر بند ایک ہزار روپے سے کم کا ہوتا تھا اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ہر سرمایہ دار اور امیر کبیر کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ اس کے پاس ایک شاندار محل ہو، جس کے صحن کے سامنے باغ ہو، حمام وغیرہ جیسے لوازم اس میں موجود ہوں، اس کے دسترخوان پر الوان نعمت چنے جائیں اور اس کی زرق برق پوشاک سب لوگوں میں نمایاں ہو، نیز اس کے پاس عمدہ نسل کے گھوڑوں اور راحت بخش گاڑیوں کی کمی نہ ہو اور خدمت کے لئے لونڈیاں اور کمر بستہ غلام حاضر باش رہا کریں''۔(۱)

عیش پرستی کا یہ طریقہ ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا، جس کی وجہ سے معاشرہ میں ایک لا علاج روگ پیدا ہو گیا۔ ان کی عیاشانہ زندگی کا سارا بوجھ کسانوں اور مزدوروں پر پڑتا تھا، ان سے گدھوں کی طرح کام لیا

جاتا تھا، لوٹ کھسوٹ کی اس گرم بازاری میں عوام کی حالت حیوانوں سے بھی بدتر ہوگئی تھی۔

کلیلہ دمنہ کے مؤلف حکیم برزویہ نے رسول اکرمؐ کی بعثت کے وقت فارس کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے :

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے صداقت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ جو چیز مفید ہے وہ موجود نہیں ہے اور جو موجود ہے وہ مضر ہے۔ جو چیز اچھی ہے۔ وہ مرجھائی ہوئی ہے اور جو بری ہے وہ سر سبز ہے۔ دروغ کو فروغ ہے اور نیکی بے رونق ہے۔ علم پستی کے درجہ میں ہے اور بے عقلی کا درجہ بلند ہے۔ بدی کا بول بالا ہے اور شرافت نفس پامال ہے۔ محبت متروک ہے اور نفرت مقبول ہے۔ فیض و کرم کا دروازہ نیکوں پر بند اور شریروں پر کھلا ہے۔ مظلوم اپنی ذلت پر قانع ہے اور ظالم کو اپنے ظلم پر فخر ہے۔ حرص اپنا منہ کھولے ہوئے ہے اور دور و نزدیک کی ہر چیز کو نگل رہی ہے''۔

کم و بیش یہی حالت روم کی تھی۔ خلاصہ یہ کہ جب یہ مرض اپنی انتہائی شدت کو پہنچ گیا تو اللہ تعالی ان پر سخت ناراض ہوا اور شہنشاہیت، عیاشی اور سرمایہ داری کے اس مرض کی بیخ کنی کے لئے اس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے مبعوث ہوتے ہی کسری اور قیصر دونوں شہنشاہوں کی ہلاکت اور ان کے نظام کی بربادی کی خوشخبری سنائی۔

اخرج مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ھلك كسرى ثم لا يكون كسرى بعده و قيصر ليهلكن ثم لا يكون قيصر بعده و لتقسمن كنوزهما فی سبيل الله ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (میرے آنے کے بعد)

کسریٰ برباد ہوگیا اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر بھی ختم ہو جائے گا اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور ان دونوں شہنشاہوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں (عوام کے اندر) بانٹا جائے گا۔

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت ہے :

عن جابر بن سمرة رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : لتفتحن عصابة من المسلمین او من المؤمنین کنز آل کسری الذی فی الابیض ۔

یعنی حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت فارس کے آل کسریٰ کے خزانے کو فتح کرے گی۔

شاہ ولی اللہ نے اپنی شاہکار تالیف ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء میں قرآن حکیم کی آیت : ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون . کی تفسیر کے تحت خاتم‌الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمی بعثت کا مقصد ان دونوں شہنشاہوں کی بربادی اور ان کے ادیان پر دین اسلام کا غلبہ بتایا ہے :-

”لا جرم داعیه ظهور دین حق و قصد انتقام از کفره فجره برهم زدن دولت کسریٰ و قیصر را آشیانه خود گردانید تا چون این هر دو دولت برهم خورد اعظم ادیان موجوده و اشهر آنها برهم خورده باشد . و چون سطوت اسلام بجائی سطوت این دو ملت بنشیند سایر ادیان خود بخود پایمال شوکت اسلام شوند مانند پایمال بودن آنها باین دو ملت بود استقرار ملت حقه در قطر حجاز که نه در تصرف کسریٰ بود و نه در تصرف قیصر — هر دو ازان غافل بودند“(۲)

شاہ صاحبؒ نے اس انقلاب کو بعثت رسول اکرمؐ اور نزول قرآن

کا مقصد قرار دینے کے بعد معاشی ناانصافی اور عدم مساوات کی برائیوں کو بھی کھول کر بیان کیا ہے، فرماتے ھیں :-

''جس سوسائیٹی میں اقتصادی توازن نہ ہو اس میں طرح طرح کے روگ پیدا ہوجاتے ھیں۔ نہ وھاں عدل و انصاف قائم ہو سکتا ہے اور نہ مذھب اپنا اچھا اثر ڈال سکتا ہے۔ شاہ صاحب رح یہ بھی مانتے ھیں کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قیصر و کسریٰ نے متمدن دنیا کو مصیبت میں مبتلا کر رکھا تھا اور مشیت الٰہی نے اس فاسد نظام کو ختم کرنا چاھا تھا، اسی طرح ان کے زمانے میں بھی معاشرہ ان اجتماعی بیماریوں سے کھوکھلا ہو چکا تھا اور اس کا مٹنا بھی یقینی نظر آرھا تھا''(۳)

حضور اکرمؐ کی بعثت کے زمانے میں مکہ مکرمہ کی سوسائیٹی تین حصوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ یہ اگرچہ آج کی اصطلاح کے موافق تین سیاسی پارٹیاں نہیں تھیں مگر تین سیاسی افکار کا مواد ان کے ھاں موجود تھا۔ ایک جماعت کو قرآن حکیم مشرکین کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اس کا طبعی رجحان کسریٰ کی طرف تھا کیونکہ ان کے مذھبی خیالات میں قرب پایا جاتا تھا۔ اب اگر ان میں کوئی سیاسی خیال تھا اور ضرور تھا تو وہ کسریٰ کی ترقی کے ساتھ اپنی ترقی کو وابستہ سمجھتے تھے۔ ابوجہل ان کا لیڈر تھا۔ اسی لئے اس کو ''فرعون هذه الامة'' کہا گیا ہے۔ دوسری جماعت ان لوگوں کی تھی جو اپنے آبائی دین سے منہ پھیر کر نصاریٰ ہوگئے تھے۔ ان کو متنصر کہا جاتا تھا۔ ورقہ بن نوفل جس کا صحیح بخاری میں ذکر ہے اسی جماعت سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ لوگ طبعی طور پر شہنشاہ روم قیصر کی طرف متوجہ تھے اور اس کے توسط سے اپنی ترقی کے خواھاں تھے۔ ان دو کے علاوہ تیسری جماعت جو اگرچہ چھوٹی تھی وہ حنفاء قریش کی تھی جو حضرت ابراھیم علیہ

السلام کے مسلک اور حنیفی ملت کو زندہ کرنا چاھتی تھی مگر ان کے پاس اس کے لئے کوئی واضح پروگرام نہ تھا۔ اس کا مرکز جناب عبدالمطلب کا گھر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبل نبوت اس جماعت کے ایک رکن تھے۔ وحی کے بعد آپؐ اس جماعت کے رھبر بنے۔ یہ جماعت چاھتی تھی کہ دین حنیف صحیح صورت میں مل جائے تو اس کو لے کر وہ کسری اور قیصر دونوں کو شکست دے کر دین حنیف کے ذریعہ عوام کو شہنشاھوں کی غلامی اور ظلم سے نجات دلائیں۔ یہی وجہ ھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ھوتے ھی کسریٰ اور قیصر جیسے شہنشاھوں کی بربادی کی خبر دی۔ سنن ترمذی کی ایک روایت ھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایک بات مان لو تو ''یؤدی الیکم العجم الجزیة،، یعنی کسریٰ اور قیصر کے ممالک تمہارے فرمانبردار بن جائیں گے۔ یہ سن کر ابوجہل نے کہا کہ ایسی دس باتیں مان لیں گے بتاؤ وہ کیا ھے۔ آپؐ نے فرمایا: لا الہ الا اللہ کو مان لو (یہ حنیفی دین کا عنوان ھے) یعنی کسریٰ اور قیصر سے تعلق توڑ دو اور اپنے آباء و اجداد حضرت ابراھیم اور حضرت اسماعیل علیہماالسلام سے اپنا تعلق جوڑ دو۔ مگر مخالف تو شرک اور بت پرستی میں اتنے سخت اور شدید تھے کہ کہنے لگے اجعل الالھة الھا واحدا۔

یعنی نبی کریم مختلف حاکموں اور بادشاھوں کی جگہ ایک حاکم اور بادشاہ بناتے ھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ان کو شکست دے کر قرآن کا حکم جاری کرنا چاھتے ھیں۔ قرآن عظیم کی دو سورتیں: عنکبوت اور الروم فارس اور روم کے لئے نازل ھوئی ھیں تاکہ آنحضرتؐ کے اولین پیروکار بعثت محمدی کے مقصد کو سامنے رکھیں اور اسی کے لئے کام کرتے رھیں، آنحضرتؐ بھی ھمیشہ اس مقصد کو سامنے رکھتے تھے۔

غزوہ احزاب، جسے غزوہ خندق بھی کہا جاتا ھے، میں جب ایک

چناں خندق کھودنے میں حائل ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس اس کو توڑنے کے لئے خندق میں داخل ہوئے۔ یہ وہ نازک دور تھا کہ عرب کے مختلف قبائل مل کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے اور کئی روز سے شہر کو محاصرہ میں لے رکھا تھا۔ یہودیوں نے بد عہدی سے کام لے کر ان قبائل کا ساتھ دیا تھا۔ کچھ منافقین یہ کہہ رہے تھے کہ مسلمان شہنشاہوں کے مقابلے کی باتیں کرتے ہیں اور یہاں مدینہ میں یہ حالت ہے کہ کوئی مسلمان شہر سے باہر نہیں جا سکتا۔ مگر حضور اکرمؐ کے عزم مبارک کو دیکھئے کہ آپؐ نے جب پتھر پر پھاوڑا مارا اور اس سے آگ کی چنگاری نکلی اور پتھر پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس آگ کی روشنی میں بصریٰ کے محل کو دیکھا۔ بصریٰ قیصر روم کا ایک مرکزی شہر تھا اور شام میں واقع تھا۔ اس سے مخالفوں کو یہ بتانا مقصود تھا کہ یہ کیا ہم تو روم کے شہنشاہ قیصر کو بھی شکست دیں گے اور ان کی مملکت پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگا۔ آپؐ نے اس کے لئے مہاجرین اور انصار کی جماعت بنائی، ان کی تربیت کی اور قرآن مجید کی انقلابی تعلیم سے انھیں آراستہ کیا اور اپنی حیات طیبہ میں عرب کو شرک اور بت پرستی سے آزاد کیا۔ اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے ساتھی آپؐ کا پیغام لے کر آگے بڑھے اور بعثت سے لے کر ۷۱ سال کی قلیل مدت میں کسریٰ اور قیصر دونوں شہنشاہوں کے مرکز اسلام کے قبضہ میں آگئے۔ قرآن مجید کے شروع میں ''الم'' کے حروف تہجی کے اعداد سے اسی قبضہ کی طرف اشارہ موجود ہے اور اس کا عدد ۷۱ بنتا ہے۔ اور یہ اکتہر سال بعثت کے سال سے اگر شمار کئے جائیں تو بالکل اس کے آخر میں ان دونوں مملکتوں پر مسلمانوں کا کلیۃً قبضہ ہو جاتا ہے۔ ذلک الکتاب۔ کتاب تو اس کو کہنا چاہئے کہ جب اس کو لے کر ایک بے سروپا جماعت اٹھی تو ۷۱ سال کے معمولی عرصہ میں ہرالی

ظالم حکومتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا۔ اس مقصد کی تائید قرآن حکیم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے : ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین۔ قرآن حضرت ابراھیم علیہ السلام کے اتباع کی دعوت تو دیتا ہے، لیکن اس کی تعریف یہ ہوتی ہے کہ وہ یہودی اور نصرانی نہ تھے اور نہ مشرکوں میں سے تھے بلکہ وہ حنیف اور فرمانبردار مسلم تھے۔ مطلب یہ کہ ابراھیمیت کسریٰ اور قیصر کی طرفداری سے نہیں آسکتی، اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم کا اتباع ضروری ہے۔

۱ - حجة الله البالغة، ج ۱، ص ۹۳ ، طبع الخير بمصر ۱۳۲۳ھ

۲ - ازالة الخلفا فارسی - چاپ مطبع صدیقی ص ۳۶

۳ - شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک - عبیداللہ سندھی - صفحہ ۲۸ - مطبوعہ سندھ ساگر اکیڈمی - لاھور

★ ★ ★